ہم اپنی زندگی کی بقا اور سلامتی کو صرف ایک مستقل ارتقائی جدوجہد کے ذریعے ہی برقرار رکھ سکتے ہیں۔ جس میں ہر لحظہ شعور اور تدبر کی بنا پر ہم حالات کو اپنے قومی مفادات کے لئے سازگار بناتے جائیں اور تمام قابل عمل خیالات وعقائد کو عملی جامہ پہناتے جائیں۔ بشرطیکہ یہ ہمارے اساسی عقائد و نظریات سے متصادم نہ ہوں اور فقط یہی ایک حقیقی راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر ہم تمام بیرونی خطرات سے کامیابی کے ساتھ نبٹ سکتے ہیں۔ اور عصر حاضر کی مسلح قوتوں اور معاشی جکڑ بندیوں کے دباؤ پر قابو پا سکتے ہیں۔

پاکستان میں زرعی اصلاحات کا نفاذ

حکومت کا ایک زرین کارنامہ

تعارف ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء کی رات کو صدر پاکستان، جنرل محمد ایوب خان نے مغربی پاکستان کے لئے زرعی اصلاحات کے نفاذ کا اعلان کیا جو اپنی اہمیت اور دور رس نتائج کے اعتبار سے بہت انقلابی نوعیت کی حامل ہیں "عام آدمی" کی فلاح اور اس کی زندگی کو بہتر معیار پر لانے کے لئے یہ حکومت جو کوششیں کر رہی ہے۔ اس کی طرف یہ بہت جرأت مندانہ اقدام ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان زرعی اصلاحات کی ضرورت تو ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ لیکن اس سے قبل جو حکومتیں ملک میں برسر اقتدار رہی ہیں۔ ان میں نہ تو ہمت اور حوصلہ ہی تھا اور نہ نیت ہی تھی کہ وہ ایسی اصلاحات نافذ کر سکتیں۔ اس عظیم کام کو کرنے کے لئے جس جوش عمل اور خلوص نیت کی ضرورت تھی وہ ایک روح انقلاب کی متقاضی تھی اور وہ اسے موجودہ نظام حکومت کے ولولۂ خدمت کی صورت میں ہی میسر آ سکتی تھی۔

ملک کی زرعی مشکلات کی کئی قسمیں تھیں اور یہ مشکلیں بڑی ہمت شکن بھی تھیں۔ مغربی پاکستان کے علاقے میں کیفیت یہ تھی کہ (۶۲،۲۵۷،۰۰۰) ایکڑ قابل زراعت اراضی میں سے ۵۰ فیصد سے بھی کم فی الحقیقت زیر کاشت رہتی تھی اور فی ایکڑ پیداوار کا لحاظ کیا جائے تو ان زمینوں کی پیداوار تو اور بھی کم نظر آتی ہے۔ ۱۹۵۸ء تک حالت یہ تھی کہ ہمیں غیر ممالک سے ڈیڑھ ارب مالیت کا غلہ منگا کر غذائی قلت کو دور کرنا پڑتا تھا۔

غذائی قلت کے اسباب جاننے کے لئے ہمیں کچھ بہت دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ کیفیت خود اس پر روشنی ڈال رہی ہے۔ اب دیہی آبادی کو لیجئے۔ دیہی آبادی کا ۹۰ فیصد حصہ بالواسطہ یا بلاواسطہ زمین سے روزی کماتا تھا۔ اور یہاں جاگیرداری مسلط تھی۔ جس کے ہاتھوں ان کی حالت بہت زبون ہو چکی تھی۔ یہ نظام جاگیرداری ماضی کا ورثہ تھا۔ مغل اور انگریز حکمرانوں نے اپنے حلیفوں سے جو مدد لی تھی اس کے انعام کے طور پر یا آئندہ امداد کے پیش نظر

انہیں بڑی بڑی املاکیں اور اراضی بطریق جاگیر عطا کر رکھی تھیں۔ ان جاگیرداروں کے علاوہ بڑے بڑے زمینداروں کا ایک طبقہ علیحدہ تھا جس کے پاس وسیع و عریض قطعاتِ اراضی تھے اور ان کا اثر و رسوخ بہت بڑھ چکا تھا۔ مالکان اراضی کے ۱۰ فیصد کے پاس مجموعاً زمینوں کا ۱۵ فیصد حصہ قبضے میں تھا اور ہر ایک کی املاک پانچ پانچ سو ایکڑ سے بھی زائد زمینوں پر مشتمل تھی۔ ترازو کے دوسرے پلڑے میں مالکوں کا ۶۵ فیصد حصہ تھا۔ اور مجموعاً ان کے پاس بھی کچھ اتنی ہی زمینیں تھیں۔ مگر ایک ایک کے پاس شاید پانچ ایکڑ سے بھی کم زمین ہو۔

زمینوں کا چند نفوس کے ہاتھ میں مرکوز ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاگیرداری نظام کی خرابیوں کی انتہائی شکل نمودار ہو گئی۔ صرف سماجی و اقتصادی خرابیاں ہی نہیں در آئی تھیں بلکہ جیسا کہ جنرل محمد ایوب خاں نے فرمایا "سماجی نتائج کے پیدا ہونے کے علاوہ اقتدار کے اس طرح چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جانے سے سیاسی حقوق کا آزادانہ استعمال مفلوج ہو چکا تھا اور آزاد سیاسی اداروں کی نشوونما بھی ٹھٹھر کر رہ گئی تھی"۔ اس قول کی صحت کا ہم سے زیادہ اور کسے علم ہو سکتا ہے!

زمینوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی خرابیاں اپنی جگہ تھیں۔ زمین اور کاشتکار دونوں مصیبتوں کا شکار رہتے تھے اور اس کے اسباب میں جہاں اور چیزیں ہیں وہاں زمین شوریت اور پانی کے ٹھہر جانے کی خرابی بھی شامل ہے حالت یہ تھی کہ تین تین چار چار ایکڑ زمین کے قطعات ۱۲ سے ۱۸ ٹکڑیوں میں کٹے ہوئے تھے۔

ان اصلاحات کے بعد ملکیت کی آخری حد مقرر کر دی گئی۔ یعنی ۵۰۰ ایکڑ نہری یا ایک ہزار ایکڑ غیر نہری زمین کی حدِ آخر مقرر کر دی گئی ہے جو کسی بھی شخص کی ملکیت یا قبضہ میں رہ سکتی ہے۔ مزارعین کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کرایہ کی قسطوں میں یہ زمینیں خرید کر ۲۵ سال میں قیمت ادا کریں۔ زمینداروں کو ان کی زمینوں کا معاوضہ تمسکات کی شکل میں دیا جائے گا۔ جو ۲۵ سال کے اندر قابل ادائیگی ہوں گے۔ جاگیرداری بالکل ختم کر دی گئی ہے۔ اور جاگیرداروں کو کوئی معاوضہ بھی نہیں دیا جائے گا۔ مزارعین کو حقوق کاشتکاری کے جملہ تحفظات دیئے جائیں گے۔ زمینوں کو غیر اقتصادی ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بڑے اقتصادی قطعات میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

زمینوں کی ملکیت کا چند نفوس کے ہاتھوں میں مرکوز ہو جانا اب ختم ہو چکا ہے اور سب کو مواقع زندگی کا یکساں بہم پہنچنا ممکن ہو گیا ہے۔ اس لئے زمین پر زیادہ سے زیادہ محنت و سرمایہ لگانے کی امنگ بھی پیدا ہو گی۔ شرائط کاشت کو بھی سہل بنا دیا گیا ہے۔ اب مزارعین کو چونکہ زمین سے بہتر مفاد حاصل ہونے کی توقع ہو گی اس لئے وہ دنیا کے نئے طریقہ ہائے زراعت سے بھی کام لے سکیں گے اور پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ملک میں ان اصلاحات کے بعد قومی سرمایہ کو بچایا جا سکے گا اور اسے صنعتی ترقی کی طرف بآسانی منتقل کیا جا سکے گا۔ مغربی پاکستان میں زمین پر چار کروڑ افراد کا دباؤ ہے اور اس زبردست دباؤ کو کم کرنے میں بھی اس چیز سے بڑی مدد ملے گی۔ مزارعین کو ان کی محنت و کاوش کا متناسب پھل ملنے لگے گا اور یقین کے ساتھ ملنے لگے گا۔ امداد باہمی کے اصولوں پر کھیت بنانے، بونے

جوتنے اور پیداوار کی نکاسی کا انتظام کرنے اور اسے ترقی دینے کی راہیں ہموار ہو جائیں گی، نیز زرعی مزدوروں کو روزی ملنے کے مواقع بھی بڑھ جائیں گے۔

پاکستان کی زرعی اصلاحات، بادی النظر میں "سرخ چین" کی اصلاحات کی طرح بہت جاذب نہیں نظر آئیں گی کیونکہ وہاں تو یہ کیا گیا ہے کہ لوگوں سے زمینوں کو چھین چھین کر کسانوں میں مفت بانٹ دیا گیا ہے! مگر مقابلہ کی بات کرنے میں ایک اور بنیادی تصوّر کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے اور وہ یہ کہ ہمارے ہاں جو زرعی اصلاحات نافذ کی گئی ہیں وہ مسئلہ کے مستقل اور عملی حل کے نقطۂ نظر سے کی گئی ہیں نہ کہ سیاسی و معاشی الجھنوں کے ساتھ عارضی سمجھوتہ کے طور پر!

جیساکہ صدر پاکستان، جنرل محمد ایّوب خاں نے فرمایا ہے یہ اصلاحات سائنیسی نقطۂ نظر سے درست وا کمل ہیں۔ اوران کی بنیاد جذباتیت پر نہیں رکھی گئی ہے۔ زمینوں کے مالکوں کے پر پرواز بیشک تراش ڈالے گئے ہیں۔ مگرانہیں کوڑی کوڑی کو محتاج بھی نہیں بنایا گیا ہے اور نہ انہیں زمینوں کی ملکیّت دے دینے کے نجی حق سے ہی محروم کیا گیا ہے۔ ان کے پاس پھر بھی اتنی کافی زمینیں رہیں گی، اور باغاتی رقبے بھی ہوں گے کہ وہ دوسروں کو بھی اس حصّہ میں سے کچھ ہبہ کر سکیں گے۔ ہاں زمینداروں کو یہ حق نہ رہے گا کہ مزارع کو جب جی چاہے بیدخل کر دیں، نہ زمین کا لگان من مانے طریقے پر لگا سکیں گے۔ نہ مفت کی بیگار لے سکیں گے، جیساکہ اب تک ان کا وطیرہ رہا ہے۔ مگر پھر بھی وہ اپنی حالت پر قائم رہ سکیں گے اور زندگی کی واجب آسائش انہیں پھر بھی میّسر رہیں گی۔

۱۹۴۵ء کے بعد سے بہت سے ایشیائی ممالک نے اپنے ہاں زرعی اصلاحات نافذ کی ہیں۔ مثلاً جنوبی کوریا میں یہ ہُوا ہے کہ کسانوں کو آزاد مالک زمین بنانے کی ہمّت افزائی کی گئی ہے اور جو زمینیں غلّہ اُگا رہی ہوں اور جاپانی مالکوں کے قبضہ میں ہوں وہ انہیں سالانہ پیداوار کی سہ گنا مالیّت پر خرید سکیں گے۔ اُدھر ہندوستان میں صوبائی حکومتوں نے زمینداروں سے زمینیں زبردستی لے لی ہیں اور کچھ معاوضہ انہیں دے دیا گیا ہے۔ یہ زمینیں رعیت واڑی طریقہ پر کسانوں میں بانٹ دی گئی ہیں۔ یہ لوگ اب براہِ راست سرکار سے زمینیں لے لیتے ہیں۔ جاپان نے بھی تقسیم اراضی کی ایک کوشش کی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں بھی پرانے نظام کو (جس میں دولت چند لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے) توڑنے کے لئے اصلاحات اراضی نافذ کی گئی ہیں۔ ہمارے ہاں سب سے پہلے مشرقی پاکستان میں زرعی اصلاحات شروع کی گئیں۔ اس کے بعد مغربی پاکستان میں اب یہ اصلاحات لائی جا رہی ہیں اور جنرل محمد ایّوب خاں کی حکومت یہ تہیّہ کئے ہوئے ہے کہ زرعی اصلاحات کے نفاذ میں جو دیر لگتی رہی ہے اس کی تلافی اس طرح کی جائے گی کہ ان اصلاحات کو جلد از جلد مؤثر طریقہ پر نافذ کر دیا جائے گا۔

ان اصلاحات کے نفاذ سے ملک کے سماجی و معاشرتی حالات پر لازماً خوش آئند اثرات مترتب ہوں گے اسی وجہ سے ان کی عالمگیر تحسین کی جا رہی ہے۔ مثلاً "نیو یارک ٹائمز" نے سرخ چین کی زرعی اصلاحات سے مقابلہ کرتے ہوئے توصیفی روش اختیار کی ہے اور لکھا ہے کہ "...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور ذاتی حقوق انسانی دونوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے اور ان کے تحفظ کی کوشش کی گئی ہے۔ اصلاح کی ضرورت تو تھی ہی اور صدر

نے اس کی ذمہ داری بھی قبول کی تھی، مگر اب انہوں نے بڑا جرأت مندانہ اقدام بھی کر دکھایا ہے اس لئے وہ کامیابی اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔" لندن کے مشہور معاشی رسالے "اکنامسٹ" نے یہ بات محسوس کی ہے کہ "صدر ایوب کی نیت یہ ہے کہ بڑے بڑے زمینداروں کی سیاسی قوت کا خاتمہ کر دیا جائے .... مگر ساتھ ہی انہیں بالکل مفلس و قلاش بھی نہ بنا دیا جائے۔" اس رسالہ نے آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ "ملکیتِ زمین کے مزارعین کے ہاتھ میں یک قلم منتقل ہو جانے پر ان کا حوصلہ بہت بڑھ جائے گا اور وہ نئے نئے تجربات کر سکیں گے اور فصلوں کی مقدار کو ترقی دینے میں وہ گہری دلچسپی لینے لگیں گے۔" کینیڈا کے اخبار "اوٹاوا سٹیزن" نے ان اصلاحات کی بڑی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ان سے "ملک میں عمومی اقتصادی ترقی رو نما ہو سکے گی"۔ یہ اخبار لکھتا ہے: "پاکستان خوش بخت ہے کہ اسے صدر محمد ایوب خاں جیسا جرنیل میسر ہے جس میں خدمتِ عامہ کا یہ جذبہ ہے، جو ملکی نظم و نسق کو بہتر بنانے اور عام آدمی کی بھلائی کا دل سے خواہاں ہے۔" "بالٹیمور سن" نے صدر ایوب کو ان کے "خلوصِ نیت" پر خراجِ تحسین پیش کیا ہے اور اس بات پر اپنے ایقان کا اظہار بھی کیا ہے کہ "زمینوں کی نئی تقسیم سے اقتصادی طور پر کچھ حد تک، مگر قومی جذبہ کو بیدار کرنے میں، بہت بڑی حد تک، ان اصلاحات سے نمایاں مدد ملے گی۔" ادھر ایران کے سب ہی وسیع اخبارات نے ان اصلاحات کو گرمجوشی سے سراہا ہے۔ مثلاً مشہور اخبار "اطلاعات" نے "موجودہ نظام حکومت کی سابقہ حکومتوں پر برتری" کو پوری شدت و وثوق کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ "فرمان" تحریر کرتا ہے کہ "ان زرعی اصلاحات کا مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے مختلف طبقات کے درمیان جو جو نا انصافیاں اور عدم مساوات موجود ہے ان سب حالات کا خاتمہ کیا جائے اور زراعت کی حالت کو اصلاح پر لایا جائے۔" ایک اور اخبار "کیہان" رقمطراز ہے کہ اس اقدام کے باعث "پاکستان میں یقیناً بڑی خوش آئند سماجی و معاشی تبدیلیاں بروئے کار آئیں گی۔" ایک اور اخبار ______ نے ایرانی زمینداروں پر زور دیا ہے کہ پاکستان سے سبق حاصل کریں۔ بیروت کے اخبار "السیاسیہ" نے ہماری زرعی اصلاحات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ ایک تحریک ہے جس کا مقصود ہے جاگیرداری کا خاتمہ اور ان تمام خرابیوں کا استیصال جو ایسے نظام سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ پاکستان کی نئی حکومت کے سربراہ، جنرل محمد ایوب خاں، نے یہ تحریکِ اصلاح شروع کی ہے جس کا اثر چھ ہزار جاگیرداری نوابوں پر پڑے گا۔ اور یہی وہ لوگ تھے جن کے قبضے میں پاکستان کی سب سے زیادہ زمینیں تھیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ان اصلاحات کی بدولت پاکستان میں کافی غلہ پیدا ہونے لگے گا۔ اور ملک کی اندرونی ضروریات بخوبی پوری ہو سکیں گی کیونکہ اب مزارعین کو یہ لگن رہے گی کہ وہ کس طرح پیداوار میں اضافہ کریں اور زمین سے کس طرح زیادہ سے زیادہ کام لیں کیونکہ اب تک وہ جو بھی مشقت کرتے تھے اس کی آمدنی ان کے آقاؤں کی جیب میں چلی جاتی تھی۔"

حد یہ کہ ہندوستان تک کے اخباروں نے بھی علی العموم تعریفی کلمات کا اظہار کیا ہے۔ بمبئی کے مشہور اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے "انقلابی اصلاحات" کی سرخی کے تحت لکھا ہے:۔

بعض پہلوؤں سے تو یہاں (پاکستان) کی اصلاحات ہندوستان کی اصلاحات سے بھی کہیں بہتر ہیں۔ اصلاحات کی بدولت ہزاروں کاشت کاروں کو حقوق مالکانہ میسر آجائیں گے اور پیداوار بڑھانے کے لئے ان میں نیا ولولہ پیدا ہو جائے گا۔ (اس وقت مغربی پاکستان میں تقریباً ۶۰۰۰ نفوس کے پاس ۴۰ فیصد زرعی زمینیں ہیں) ان اصلاحات کی وجہ سے مغربی پاکستان میں زرعی اقتصاد کو بحال کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ حکومت نے بقول "اسٹیٹسمین" (نئی دہلی) بڑی سرعت عمل سے کام لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بروئے کار لانے میں کوئی لیت و لعل نہیں برتا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت پاکستان کو ایسی پوزیشن حاصل ہے کہ وہ ان اصلاحات کو جن کی ضرورت کا عام طور پر احساس پایا جاتا تھا، رائج بھی کر سکتی ہے۔"

پاکستان کی موجودہ حکومت نے اب تک جو نمایاں کام کئے ہیں ان کو سراہتے ہوئے امریکہ کا مشہور ہفت روزہ "ٹائم" جنرل ایوب کی اہم اصلاحات کو گنواتا ہے پھر لکھتا ہے "ایوب نے جو ہمہ گیر اور زبردست اصلاحات کی ہیں ان سب میں اول زرعی اصلاحات ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ تقریباً ۶ ہزار لالچی زمیندار جو اپنی جگہ متحکم تھے اور کوئی ۰۰۰، ۵۰۰، ۷۰ ایکڑ اراضی دبائے بیٹھے تھے ان کو اصلاحات کی زد میں لایا جائے۔ اور یہ بات ایوب کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کے عہد حکمرانی کے دائمی فائدے جب ہی مرتب ہو سکیں گے جب ان اصلاحات پر عمل درآمد بخوبی کیا جائے۔" ایک دوسرے ہفتہ وار "نیوز ویک" نے تحریر کیا ہے کہ یہ اصلاحات "ایک مرد توانا کا تحفہ ہیں"۔ پاکستان میں ان اصلاحات کا جس گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا ہے اس کا بھی اس ہفتہ وار اخبار نے نوٹس لیا ہے "کیونکہ جب اصلاحات نافذ کی گئیں تو مزارعین نے "زرعی اصلاحات زندہ باد" کے نعرے لگائے تھے۔ ... جاگیرداری کا خاتمہ — اخباروں کی سرخی تھی۔ مسجدوں میں "یوم نجات" (نزدیک تر آنے کی خوشی میں) نماز ہائے شکرانہ ادا کی گئی تھیں۔ — چنانچہ یہ ہفت روزہ لکھتا ہے کہ ... اس وقت ملک میں جو زبردست انقلابی اقدامات تیزی کئے جا رہے ہیں یہ اقدام سب سے زیادہ زبردست و ہمہ گیر ہے۔

خود پاکستانی اخبارات نے بھی کچھ کم توصیفی آرا ظاہر نہیں کی ہیں۔ بعض متعدد اخبارات جیسے "پاکستان ٹائمز" نے اس سکیم کی بہت تعریف لکھی ہے اور اسے ایک "تاریخی فیصلہ" قرار دیا ہے "ڈان" نے اصلاحات کو "بہت جرأت مندانہ و حقیقت پسندانہ" کا خطاب دیا ہے۔

مختصر یہ کہ اگر ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کی تاریخ پاکستان میں ایک نئے دور کے طلوع کی تاریخ کہی جا سکتی ہے تو ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء کو بھی اس وجہ سے ایک یادگار اہمیت حاصل ہو چکی ہے کہ اس دن سے ملک میں ایک نئے معاشرہ اور ایک نئے اقتصادی نظام کو جنم ملتا ہے۔ ان اصلاحات نے ایک مضبوط و مستحکم اور روشن خیال درمیانی طبقہ کو وجود میں لانے کے لئے راہیں ہموار کر دی ہیں اور یہی وہ لوگ ہوا کرتے ہیں جو کسی ملک کی ہیئت سیاسیہ کا اصل سہارا ہوتے ہیں۔ یہ اقدام اپنی نوعیت کے اعتبار سے کوئی معمولی کارنامہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور یہ کہنا قبل از وقت نہیں ہو سکتا کہ نئے پاکستان کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی داغ بیل پڑ چکی ہے اور اس کا مستقبل نہایت روشن و درخشاں ہے۔